ماہ مبارک کو مکدّر نہ کیجیے

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمتہ اللہ علیہ

رمضان بڑا مبارک مہینہ ہے، اس میں نیکیوں کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیے اورالحمدللہ ہر مسلمان کچھ نہ کچھ خیر کی طرف اس ماہ میں ضرور بڑھتا ہے۔ اس ماہ نیکیوں کی کیا اور رمضان کی کیا خصوصیات ہیں۔ عام طور سے اُمّت مسلمہ اس سے واقف ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ''حسنات رمضان'' کے ساتھ ساتھ مروّجہ منکرات کی بھی نشاندہی کردی جائے یعنی ان برائیوں کا ذکر کردیا جائے جو اس مہینہ میں عموماً لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں' کیونکہ شیطان ہر ممکن طریق سے نیک بندوں کا روڑا بننے کے ڈھنگ نکالتا ہے۔ اور منکرات کو رواج دینے میں اس طرح کامیاب ہوجاتا ہے کہ اکثر عوام بلکہ خواص بھی برائی کو نیکی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور گناہ کو ثواب سمجھ کر کرتے رہتے ہیں' سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات کے بعد مروجہ منکرات حیطۂ تحریر میں لا رہا ہوں:

(۱)　ایک بہت برا رواج یہ ہوگیا ہے کہ کمسن بچوں کو روزہ رکھا کر بچے کا فوٹو اخبارات میں شائع کرایا جاتا ہے۔ اس میں دو باتیں قابل ذکر ہیں:

اوّل:　یہ کہ کمسنی ہی میں بچے کے ذہن میں ریا کاری کا بیج بو دیا جاتا ہے اور بچے کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ روزہ رکھنا ایسا کام ہے جس کو اخبار میں دینا چاہیے' اور نیکی کو اچھالنا بھی ایک ضروری کام ہے، العیاذ باللہ! روزہ رکھنا نہیں بلکہ شہرت مقصود ہے' سب جانتے ہیں کہ ریا کاری نیکیوں کی آری ہے اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی' نیکی نہیں رہتی۔

دوم:　تصویر کھنچوانا اور اخبارات میں شائع کرانا یہ مستقل گناہ ہے' ریاکاری کے ساتھ تصویر کے گناہ میں ملوث ہوتے ہیں' بچے سے ایک نیکی کرائی اور خود گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوئے' یہ کیسی نادانی ہے؟ مسلمانوں کو اپنے ہر عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ اللہ کی رضا مطلوب ہے یا اور کچھ؟

(۲)　ایک رواج یہ ہے کہ افطار کی دعوتیں دی جاتی ہیں' اور جب سے کمسن بچوں سے روزہ رکھا کر ریاکاری کا سلسلہ چلا ہے اس وقت سے ان دعوتوں کا رواج اور زیادہ زور پکڑ گیا ہے' دعوت وضیافت تو اچھا کام ہے مگر اس کے ساتھ یہ جو مصیبت کھڑی ہوگئی ہے کہ افطار کرتے کرتے نماز مغرب بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا با جماعت ترک کردیتے ہیں' یہ ایک عظیم خسارہ ہے۔ اگر دعوت نہ ہوتی تو جماعت کی نماز مسجد میں پڑھتے اور ۲۷ نمازوں کا ثواب پاتے مگر دعوت نے یہ سب ثواب ضائع کردیا'

کیا مزا رہا جب دعوت انسانی کی وجہ سے دعوت رحمانی کی شرکت سے محرومی ہوگئی جس کی طرف حی علی الفلاح کے ذریعہ منادیٔ ربانی نے بلایا تھا' بعض حضرات تو بالکل جماعت ترک نہیں کرتے بلکہ افطاری کے بعد بے نمازی بلکہ بے روزہ دار مہمانوں کو چھوڑ کر مسجد میں پہنچ کر ایک دو رکعت پا لیتے ہیں۔ ان میں وہ حضرات بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں صف اوّل اور تکبیر اولیٰ ناغہ نہیں ہونے دیتے' مگر رمضان جیسے مبارک ماہ میں جواز دیاد حسنات (نیکیاں زیادہ کرنے) کا مہینہ ہے صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کے عظیم ثواب کو افطاری کی نذر کر دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔ اور ہاں بعض ضیافتوں میں مولوی، حافظ، قاری حضرات موجود ہوتے ہیں' یہ صاحب دعوت ہی کے گھر میں جماعت کی نماز پڑھا دیتے ہیں۔ جماعت کا ثواب تو مل جاتا ہے مگر دو باتیں اس میں بھی قابل توجہ ضروری ہیں' ایک تو وہی بات جو ابھی عرض کی گئی کہ جس ماہ میں زیادہ نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اس میں بڑی جماعت کی شرکت چھوڑی اور مسجد جانے پر جو ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اس سے محروم ہوئے' دوسرے یہ کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے اور سُنّت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کے ساتھ بالکل اس کا جوڑ نہیں بیٹھتا' ہر نیک کام کی رفعت و بلندی کا معیار سُنّت کے مطابق ہونا ہے۔ تھوڑا تھوڑا ہٹنے سے آگے چل کر بہت زیادہ ہٹ جاتے ہیں' بہت سی بدعتوں نے اسی طرح رواج پایا ہے۔

شاید کوئی صاحب یہ خیال فرمائیں کہ دعوت جیسی نیکی سے روکا جا رہا ہے حالانکہ یہ سُنّت کا کام ہے' سُنّت ہونے میں کیا شک ہے' مگر نماز با جماعت مسجد میں ادا کرنا کیا سُنّت نہیں ہے؟ ضرور سُنّت ہے اور بہت بڑی سُنّت ہے' اس کو ترک نہ کرو' اور دعوت بھی خوب کھاؤ' جس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب دعوت سے کھجوریں لے کر افطار کر لیں اور نماز با جماعت مسجد میں ادا کریں اور نماز سے فارغ ہو کر اچھی طرح ماحضر نوش جان فرمائیں۔

بات یہ کہ شریعت کی پاسداری ملحوظ خاطر ہو تو ہر بات کا دھیان رہے' چونکہ دنیاداری کے اصول پر ادلے بدلے کے عنوان سے دعوتیں ہوتی ہیں' بلکہ الیکشن جیتنے تک کے مضمرات اس میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ووٹروں اور سپورٹروں کو دعوت کے ذریعہ مانوس کیا جاتا ہے اور یہ دعوتیں چیئرمینوں اور ممبروں بلکہ وزیروں اور ان کے مشیروں اور عزیزوں کو بطور رشوت کھلائی جاتی ہیں' اس لئے شریعت کے اصول کا خیال نہیں رہتا۔ خدارا ذرا غور کریں کیا ایسی دعوتیں سُنّت ہیں جن پر نماز یا نماز با جماعت کو قربان کیا جا سکے' پھر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نام تو ہے ''افطار پارٹی'' کا' مگر اس میں چونکہ مندرجہ بالا اصول کے مطابق دعوت دی جاتی ہے اس لئے اکثر بے روزہ دار بھی تشریف لا کر دعوت اُڑاتے ہیں۔ کلّا بل لّا یخافو ن الاخرۃ.

(۳) بعض مساجد مس تراویح کا بوجھ اتارنے کے لئے عشاء کی اذان وقت سے پہلے دے دیتے ہیں، حالانکہ اذان وقت ہونے کے بعد ہونی چاہیے۔ اور مسجد سے جلد نکل کر ہوٹل میں بیٹھنے کے لئے تیز رفتار حافظ ریل کو ترجیح دیتے ہیں خواہ حروف کٹنے کی وجہ سے ایک آیت بھی صحیح نہ ہو۔

(۴) بہت سی عورتیں تراویح نہیں پڑھتی ہیں اور اس کو صرف مردوں کے کرنے کا کام سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ نماز تراویح بالغ مرد و عورت سب کے لئے سُنّت مؤکدہ ہے۔

(۵) بعض لوگ پورے ماہ میں تراویح کا خیال نہیں کرتے بلکہ صرف ایک بار قرآن مجید سن لینا کافی سمجھتے ہیں‘ خواہ جتنے دن میں بھی ختم ہوجائے‘ حالانکہ تراویح رمضان کی آخری رات تک پڑھنا سُنّت مؤکدہ ہے اور ختم قرآن مستقل سُنّت ہے۔

(۶) بعض مساجد میں نابالغ کے پیچھے نماز تراویح پڑھ لیتے ہیں‘ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہونے کے بھی مدعی ہیں‘ حالانکہ حنفی مذہب میں نابالغ کی اقتداء میں فرض‘ سُنّت‘ نفل کچھ جائز نہیں۔

(۷) ختم کے دن برقی قمقموں اور رنگ برنگ کی لمبی لمبی لائٹوں سے مساجد کی سجاوٹ کی جاتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کے باعث منتظمینِ مسجد اس رات کو نماز باجماعت بلکہ پوری یا آدھی تراویح کی شرکت سے بھی محروم ہوجاتے ہیں‘ بھلا قلوب کو منور کرنے والے انوار قرآنیہ کے سامنے اس ظاہری آرائش کی کیا ضرورت ہے؟ محققین کے نزدیک یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے جس کے لئے شریعت میں وعیدیں آئی ہیں۔

(۸) مشروط یا معروف طریقہ پر تراویح میں قرآن مجید سنانے والے حفاظ کو خدمت کے نام سے رقم دی جاتی ہے جس کا لینا دینا ناجائز ہے۔

(۹) مسجد کی سجاوٹ اور مٹھائی نیز حافظ صاحب کو دینے کے لئے چندہ کیا جاتا ہے جو بہت سے حضرات خوش دلی سے نہیں بلکہ محلّہ کے بڑے لوگوں کا منہ دیکھ کر دیتے ہیں اور وفد جانے کے دباؤ سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہیں حالانکہ جب تک طیب نفس سے نہ دیا جائے اس وقت تک کسی کا ایک پیسہ لینا بھی حلال نہیں ہوتا‘ اگر کسی ضرورت سے چندہ کرنا ہو تو صرف ضرورت سامنے رکھ دیں پھر جس کا جی چاہے خود سے دے یا نہ دے۔ وفد بنا کر جانا زور ڈالنے کے لئے ہوتا ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

(۱۰) عموماً اکثر مساجد میں اعتکاف کے لئے کوئی نہیں بیٹھتا‘ حالانکہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سُنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے‘ کوئی بھی نہ کرے گا تو سب گنہگار رہوں گے۔ بعض جگہ اپاہج قسم کے لوگوں کو روٹی کپڑے کا لالچ دے کر اعتکاف میں بٹھا دیتے ہیں اور یہ لوگ اکثر مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے اور یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اعتکاف مسجد سے باہر رہنے سے فاسد ہوجاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اس لئے انتخاب کرتے ہیں کہ مال و دولت والے حضرات مسجد میں دس دن گذارنے کو کسرِ شان سمجھتے ہیں یا دنیاوی مشغولیتوں کو اللہ کے گھر میں رہنے سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں‘ یہ حب دنیا ہے۔

(۱۱) شبینوں میں یا تہجد کے وقت بعض مساجد یا خانقاہوں میں نوافل کی جماعتیں ہوتی ہیں‘ حالانکہ غیر فرائض کی جماعت مکروہ تحریمی ہے‘ البتہ اگر صرف دو تین مقتدی ہوں تو گنجائش ہے لہذا نوافل باجماعت نہ پڑھیں‘ اگر شبینہ کرنا ہو تو تراویح میں پڑھیں بشرطیکہ سب توجہ سے سنیں‘ قرآن کی طرف سے بے التفاتی نہ ہو اور ضعیفوں کی رعایت بھی ضروری ہے‘ ان کے لئے چھوٹی سورتوں سے پہلے تراویح پڑھا دیں۔ و باللہ التوفیق.

☆☆☆